قرآن میں ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ

ڈاکٹر قاری سید محمد رضوان اللہ ازہری
صدر شعبہ سُنی دینیات - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۶)

© rasailojaraid.com

جناب صدر محترم! مؤسس انجمن خدام القرآن، ناظم اعلیٰ اور حضرات وخواتین
مسائل فقہ میں سلف سے لیکر خلف تک برابر اختلاف چلا آرہا ہے۔ آیات ناسخہ ومنسوخہ کا باب بھی انہیں اختلافات کی ایک ایسی کڑی ہے کہ جس کے ظاہری تعارض نے اس مسئلہ کو اس قدر اہمیت دی کہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ (م ۱۵۰۵ء) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۷۶۲ء) مفتی محمد عبدہ مصریؒ (م ۱۹۰۵ء) اور سرسید احمد خاں مرحوم (م ۱۸۹۸ء) جیسے اہلِ علم حضرات کو اس موضوع پر قلم اٹھانا پڑا۔

نسخ کا مفہوم:- نسخ کے لغوی معنی لکھنے اور زائل کرنے کے ہیں۔ لیکن یہ اصطلاحی لفظ ہے جو اسلامی فقہ میں وسیع معنیٰ میں مستعمل ہے۔ اسکی صحیح تعریف میں بڑا اختلاف رہا ہے۔ کہیں نسخ کو ردو بدل کے نام سے تعبیر کیا گیا کہیں ناسخ آیتوں نے منسوخ آیات کو کسی قسم کے اشتباہ کے سبب بیکار کردیا۔ جن اکابر نے نسخ کو تسلیم کیا وہ خود بھی آیات منسوخہ کی تعداد میں مذبذب رہے ہیں۔ نسخ کی تعریف میں حافظ ابنِ قیمؒ (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں "نسخ سے مراد کسی تخصیص یا شرط کی بنا پر ظاہری معنیٰ

© rasailojaraid.com

کو ترک کر دینا یا اسے اختیار کر لینا ہے" [1]

ابن حزم رح (۴۵۶ھ) کا قول ہے۔

"یہ کہنا کہ ایک حکم نے دوسرے حکم کو منسوخ کر دیا صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی تعبیر زیادہ صحیح یہ ہوگی کہ ایک حکم کے بعد دوسرا حکم نازل ہوا۔" [2]

ابوبکر جصاص رح کا کہنا ہے "نسخ کا مطلب حکم یا تلاوت کی مدت بیان کر دینا ہے" [3]۔ قرآن کی کسی آیت پر جب نسخ کا حکم لگایا جاتا ہے تو اس سے مراد آیت کا ازالہ نہیں بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ آیت پر جو حکم لگا ہے یا لگا تھا وہ اُس وقت اور زمانہ کے اعتبار سے تھا۔ حالات کے بدل جانے پر کسی طرح بھی مطلقاً وہ حکم ممنوع نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے واضح ہے۔ [4]

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔ "ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بھی بہتر آیت یا اس جیسی لاتے ہیں"

مطلب یہ ہے جس طرح ایک معالج اپنے مریض کے نسخے میں حسب حالات تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے اسی طرح حاکم حقیقی بھی مصلحت اور اقتضاء وقت کے لحاظ سے اپنے احکام بدلتا رہتا ہے [5] مفسرین نے اگر کسی آیت پر ناسخ و منسوخ کا حکم دیا ہے تو وہ مجازاً دیا ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ" یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ہے۔

---

[1] اعلام الموقعین۔ حافظ ابن قیم ج ۱ ص ۲۹ مصر ۱۳۲۵ھ

[2] الاحکام فی اصول الاحکام ج ۴ ص ۵۹ ابن حزم مصر ۱۳۴۵ھ

[3] احکام القرآن ج ۱ ص ۹۷ ابوبکر جصاص قسطنطنیہ ۱۳۳۸ھ

[4] سورۃ البقرہ آیت ۱۰۶

[5] تفسیر المنار ج ۱ ص ۴۱۶ رشید رضا۔ مصر ۱۳۷۳ھ

© rasailojaraid.com

آیت کا یہ جزء منسوخ التلاوت نہیں بلکہ منسوخ الحکم ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے مشرکین کو دعوت اسلام دے رہے ہیں نہ کہ اُن کیلئے ان کے دین پر رہنے کی رضامندی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ مشرکین نے چونکہ نہ صرف اس دعوت کا انکار کیا بلکہ تمسخر کے ساتھ اپنے مذہب کی دعوت دی لہذا پروردگار عالم کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ اے رسول ﷺ! آپ ان سے صاف صاف فرما دیجئے کہ اگر تم دعوت اسلام قبول نہیں کرتے تو نہ کرو۔ تم کو تمہارا مذہب اور مجھ کو میرا مذہب مبارک ہو۔ جو ایمان لانا چاہے وہ اھلاً وسہلاً اور جو نہ لائے وہ اپنے اعمال کا خود مسئول ہے۔

دنیا کی حکومتوں، اداروں میں کسی حکم کو منسوخ کرکے دوسرا حکم جاری کر دینا مشہور و معروف ہے لیکن انسانی احکام میں نسخ کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ پہلے کسی غلط فہمی سے جاری کر دیا اس کے بعد اصل حقیقت معلوم ہوئی تو حکم بدل دیا۔ کبھی اس لیے کہ جس وقت یہ حکم جاری کیا گیا اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے مناسب تھا۔

ایک تیسری صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ حکم دینے والے کو پہلے ہی سے یہ معلوم تھا کہ حالات بدلیں گے اور اس وقت یہ حکم مناسب نہیں ہوگا، دوسرا حکم دینا ہوگا۔ یہ جانتے ہوئے آج ایک حکم دیدیا اور جب اپنے علم کے مطابق حالات بدلے تو اپنی سابقہ قرارداد کے مطابق حکم بھی بدل دیا۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی طبیب یا ڈاکٹر مریض کے موجودہ حالات کو دیکھ کر ایک دوا تجویز کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ دو دن اس دوا کو استعمال کرنے کے بعد مریض کا حال بدل جائے گا اس وقت مجھے دوسری دوا تجویز کرنا ہوگی۔ وہ پہلے دن ایک دوا تجویز کرتا ہے جو اس دن کے مناسب ہے دو دن کے بعد حالات بدلنے پر دوسری دوا تجویز کرتا ہے۔ حالانکہ حاذق طبیب یا ماہر ڈاکٹر یہ بھی کر سکتا ہے کہ پہلے ہی دن پورے علاج کا نظام لکھ کر دیدے کہ دو روز تک یہ دوا کرے۔ پھر تین روز فلاں دوا، پھر ایک ہفتہ بعد فلاں دوا۔ لیکن یہ مریض کی طبیعت پہ بلا وجہ کا ایک بار ڈالنا ہے۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اس میں غلط فہمی کی وجہ سے عملی خلل کا بھی خطرہ ہے ۔ اس لئے وہ پہلے ہی سے تمام تفصیلات نہیں تبلاتا ۔

اللہ تبارک وتعالٰی کے احکام میں اور اس کی نازل کردہ کتابوں میں صرف یہی آخری صورت نسخ کی ہو سکتی ہے ۔ اور ہوتی رہی ہے ۔ ہر آنے والی نبوت اور ہر نازل ہونے والی کتاب نے نبوت وکتاب کے بہت سے احکام کو منسوخ کرکے نئے احکام جاری کئے اور اسی طرح ایک ہی نبوت وشریعت میں ایسا ہوتا رہا کہ کچھ عرصہ تک ایک حکم جاری رہا پھر اسکو بدل کر دوسرا حکم نافذ کر دیا گیا ۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے ۔ لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَنَاسَخَت

© rasailojaraid.com

یعنی کبھی کوئی نبوت ایسی نہیں آئی کہ جس نے احکام میں نسخ اور ردوبدل نہ کیا ہو ۔ کچھ جاہل یہودیوں نے اپنی جہالت سے احکام الٰہیہ کے نسخ کو دنیوی احکام کے نسخ کی ابتدائی دو صورتوں پر قیاس کرکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر اعتراض کیا تھا تو اسکے جواب میں مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی ہم کسی آیت کا جو حکم موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت ہی کو ذہنوں سے فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی جیسی لے آتے ہیں ۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ حق تعالٰی ہر شے پر قادر ہے ۔

روح المعانی میں ہے ۔ وَاتفقت اَھلُ الشَّرائِع علٰی جوازِ النسخ ووقوعه

تمام اہل شرائع کا نسخ کے جواز اور وقوع دونوں پر اتفاق ہے ۔

اس کے علاوہ نسخ کے وجود و وقوع سے متعلق صحابہ کرام وتابعین کے اس قدر آثار واقوال موجود ہیں جن کا نقل کرنا مشکل ہے ۔ امام نووی رح (۶۷۶ھ)

© rasailojaraid.com

نے نسخ کی تقسیم اس طرح کی ہے ۔

وَالنسخ ثلاثة انواع احدها
ما نسخت حکمه وتلاوته
کعشر رضعات والثانی ما
نسخت تلاوته دون حکمه
کخمس رضعات وکالشیخ و
الشیخة اذا زنیا فارجموهما
والثالث ما نسخ حکمه و
بقیت تلاوته وهذا
هو الاکثر ومنه قوله تعالی
اَلَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ
(سورة البقرہ آیت ۲۴۰)

نسخ کی تین قسمیں ہیں - ایک تو
وہ جس کا حکم منسوخ اور تلاوت
بھی منسوخ، جیسے رضاعت
ہیں دس گھونٹ کی حدیث ۔
دوسری وہ کہ جس کی تلاوت
منسوخ ہو لیکن حکم باقی ہو جیسے
رضاعت میں پانچ گھونٹ کی
حدیث اور الشیخ والشیخة
اذا زنیا فارجموھما
کہ جو بوڑھا مرد اور بوڑھی
عورت زنا کرے ان دونوں
کو رجم کر دو ۔

اور تیسری قسم یہ کہ جس کا حکم باقی نہ ہو لیکن اس کی تلاوت باقی ہو ۔
جیسے اَلَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا
"وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں انکی بیویوں
کے لئے وصیت" ـــــ والی آیت ۔

نسخ کی پہلی قسم: یعنی حکم و تلاوت منسوخ - امام نوویؒ نے یہ حدیث نقل
کی ہے ۔[1]

عن عائشة رضی اللہ تعالی
عنها انها قالت کان فیما انزل
من القرآن عشر رضعات

حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ قرآن
میں تھا کہ اگر کوئی دس گھونٹ
دودھ پلائے تو یہ حرمت میں داخل ہے ۔

---

[1] شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۸ امام نوویؒ اصح المطابع دھلی ۱۳۷۶ھ
افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ ص ۹ - نواب صدیق حسن خان مطبع نظامی کانپور ۱۳۰۴ھ

© rasailojaraid.com

معلوماتٍ يُحرّمن ثمّ نُسخن بخمسٍ معلوماتٍ فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي فيما يُقرأ من القرآن

پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ پھر پانچ گھونٹ پینا موجب حرمت قرار دیا گیا یہاں تک کہ حضور اکرمؐ وفات پا گئے اور یہ قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ دس گھونٹ اور پانچ گھونٹ کی قرأت آخر وقت میں منسوخ ہو گئی۔ مگر حضور کی وفات کے سبب اس کے نسخ کی کیفیت جلد معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن جب نسخ مشہور ہو گیا تو سب نے اجماع کے ساتھ یہ طے کیا کہ اسے قرآن میں نہ پڑھا جائے۔

© rasailojaraid.com

دوسری قسم تلاوت منسوخ حکم باقی: الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما الآیة کو حضرت عمرؓ قرآن میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس خیال سے کہ لوگ کہیں گے عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کیا ہے اس آیت کو بھی منسوخ بالتلاوت اور باقی بالحکم سمجھا گیا۔

نسخ کی تیسری قسم تلاوت باقی اور حکم منسوخ: اس سلسلہ میں آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ - فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

جو لوگ تم میں سے ایسی حالت میں وفات پا جائیں کہ ان کی بیویاں موجود ہوں تو وہ اپنی بیویوں کیلئے ایک سال کے نان نفقہ کی وصیت کر دیں۔ اور ان کو گھر سے نکلنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ اپنے

© rasailojaraid.com

سورۃ البقرہ آیت ۲۴۰ [1] حق میں نکلنے میں بھلائی دیکھیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

نسخ کے سلسلہ میں آیت وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ سے یہ احکام صادر ہوتے ہیں۔
(الف) بیوی کے لئے شوہر پر ایک سال کے نان نفقہ کی وصیت کی ذمہ داری
(ب) بیوی شوہر کے ملک میں سے ایک سال سے زیادہ نان نفقہ لینے کی مستحق نہیں
(ج) بیوہ شوہر کی تاریخ وفات سے ایک سال تک دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ احکام اب بھی باقی ہیں یا نہیں۔

قرآن کریم کی آیت:
وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۝ [2] سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہوتے ہی مذکورہ آیت کے احکام منسوخ ہو گئے۔ یعنی جو لوگ تم میں سے وفات پاجائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو ان کے لئے چار ماہ دس دن کی مدت ہے۔ اس طرح چار ماہ دس دن کی مدت نے آیت کے (ج) حصہ کو منسوخ کر دیا۔

اب آیت کے پہلے دو حصے (الف) اور (ب) کو لیجئے۔ اس سلسلہ میں آیت میراث ملاحظہ فرمائیے!
وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ - فَإِن كَانَ لَكُمْ

---

[1] تفسیر عزیزی فارسی ص ۴۸۸ - شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبع فتح الکریم بمبئی ۱۳۰۴ھ

[2] - سورہ بقرہ ۲۳۴ کتاب الاعتبار ص ۱۸۴ - ۱۸۵ - ابوبکر بن حزم حیدرآباد ۱۳۵۹ھ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔

(اور تمہاری بیویوں کے لئے اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں چوتھائی حصہ ہے اور اگر کوئی ہو تو ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے۔ بعد اس وصیت کے جو تم نے کی ہو یا قرضہ ہو۔ اس آیت نے (الف) اور (ب) کے احکام منسوخ کر دیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نسخ ماننے کی دو قسمیں ہیں ۱) نسخ آیات ۲) نسخ احکام اکثر ائمہ متاخرین دوسری قسم کے قائل ہیں۔

نسخ کے سلسلہ میں ایک بحث "سبعۃ احرف" بھی ہے مستشرقین کو اس کے سبب کافی غلط فہمیاں ہوئیں۔ مثلاً عرب کے مختلف خطوں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، عراق، لبنان، شام۔ لیبیا، سوڈان اور مصر کے رہنے والوں میں تلفظ اور لہجوں کا اختلاف پایا جانا طبعی امر ہے اس لئے رحمۃ اللعالمین نے ہر خطہ کے باشندوں کو اپنے اپنے لہجوں اور تلفظ کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت دیدی تھی۔ لہجے اور اختلاف قرأت کے سبب لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ آیات قرآنی بدل گئیں۔ مثلاً ضمیر مذکر غائب "ھم" کا تلفظ ایک قرأت میں "ھمو" ہے تو اس سے نہ تو معنی میں کوئی فرق ہوتا ہے اور نہ اس مقام پر "ھم" کا پڑھنا ممنوع ہے۔ لغات عرب کے لہجے اور تلفظ کا جب اصل معانی پر کوئی غیر معمولی اثر نہیں پڑتا تو پھر اسکو نسخ سے تعبیر کرنا محض غلط فہمی کے مترادف ہے۔ متقدمین حضرات کے نزدیک منسوخہ آیات کی تعداد پانچسو ۵۰۰ تک شمار کی گئی ہیں۔ متاخرین نے منسوخہ آیات کی تعداد میں کمی کر دی۔ چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے صرف بیس ۲۰ یا اکیس ۲۱ آیتوں کو منسوخ قرار دیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس مسئلہ کی جسقدر تنقیح ہوتی گئی آیات منسوخہ کی تعداد میں اسی قدر کمی بھی ہوتی گئی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے صرف پانچ آیتوں کو منسوخ تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

قُلْتُ وعلىٰ ما حررنا لا يتعين النسخ الا في خمس آيات

وہ میں کہتا ہوں کہ ہماری تحریر کے مطابق نسخ صرف پانچ آیات میں ہے ''[1]

حضرات!

مفتی محمد عبدہ مصری رحمہ اللہ ۱۹۰۵ء اور سرسید احمد خاں رحمہ اللہ ۱۸۹۸ء جیسے جدید طرز فکر رکھنے والے سرے سے نسخ کے قائل ہی نہیں تھے لیکن متقدمین علماء ہوں یا متاخرین، وقوع نسخ کے قائل چلے آئے ہیں۔ مطلقاً وقوع نسخ کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ نسخ کا مطلب دراصل حکم اور مشروعیت کا سرے سے ختم ہو جانا ہے۔ یعنی آیت کا اس طرح منسوخ ہو جانا کہ اس کے کسی لفظ اور جزء پر عمل باقی نہ رہے۔

اب اگر کوئی شخص تجدید ایمان، توبہ اور تجدید عہد کے بعد فہم قرآن کی سعادت سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی مسئلہ کے متعلق قرآن میں جس قدر احکام آئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے پتہ لگائے کہ کون سا حکم کس زمانہ کے لئے تھا اور کون سا کس زمانہ کے لئے ہے۔ ایک کا مورد و محل کیا ہے اور دوسرے کا کیا ہے اگر وہ احکام متنوعہ کے ان باہمی فروق کو نظرانداز کر کے خاص توازن و تناسب پیدا کرنے کی سعی پیہم نہ کرے گا۔ تو قدم قدم پر اُس کو مشکلات پیش آئیں گی اور جتنا وہ ان مشکلات سے فرار اختیار کرے گا اسی قدر بھول بھلیوں میں اپنے کو پھنسا لے گا۔ کہیں وہ ایسی رکیک اور گھٹیا تاویل و توجیہ کا شکار ہوگا جو قرآنی منشا کے برعکس ہوگی۔

آخر میں اپنا مقالہ علامہ اقبال کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

وَآخِرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] الفوز الکبیر۔ شاہ ولی اللہ ص ۳۸-۴۱ دھلی ۱۹۶۳ء

© rasailojaraid.com